

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

والدین کی رضاد نیا و آخرت میں برکتوں کا ظہور

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من
سینات اعمالنا من یدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ہادی لہ و نشہد ان لا
الہ الا اللہ و ان محمداً عبده و رسولہ اما بعد

والدین کی نافرمانی کیلئے حضورؐ کی بددعا : وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ
رغم انہ رغم انہ رغم انہ قیل من یا رسول اللہ قال من الدرك والدیه عند الکبر
احدہم او کلاہما ثم لم یدخل الجنة (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خاک آلود ہونا کہ اس شخص کی، خاک آلود
ہونا کہ اس شخص کی، خاک آلود ہونا کہ اس شخص کی (یعنی ذلیل و خوار ہوتین دفعہ بددعا فرمائی) عرض کیا گیا کون
(ذلیل و خوار ہو) یا رسول اللہ آپ ﷺ نے فرمایا وہ شخص جو اپنے والدین میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کی حالت میں
پائے پھر جنت میں (ان کی اطاعت اور رضامندی حاصل کر کے) داخل نہ ہو۔

والدین کے نافرمان کو دنیا میں سزا مل جاتی ہے:

وعن ابی بکرہ قال قال رسول اللہ کل الذنوب یغفر اللہ منها ما شاء الا عقوق
الوالدین فانہ یجعل بہ فی الحیوۃ قبل النعمات (بیہقی)
ترجمہ: حضرت ابو بکرہؓ حضور اکرم ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ (شرک کے علاوہ) اللہ چاہے
تو تمام گناہ کو معاف فرما دیتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ماں باپ کی نافرمانی کے گناہ کو نہیں بخشتا بلکہ حق تعالیٰ ماں باپ کی نافرمانی
کرنے والے کو سزا زندگی ہی میں دینا شروع کر دیتا ہے۔

روئے زمین پر بسنے والے ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ دنیا میں کئے ہوئے اعمال کا قیامت میں پیش ہو کر
ذرے ذرے کا حساب دینا ہے اگر نیکیوں کا پلڑا بھاری ہے تو جنت کی صورت میں عیش اور مزے ہی مزے ہیں خدا نخواستہ
اعمال بد کا غلبہ ہوا تو پھر وہیں سے سزا و عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اللہ کی شان رحمت ہے کہ وہ مجرموں اور گناہ گاروں
کو پکڑنے میں جلد بازی نہیں فرماتے۔ بعض نادان لوگ اس مہلت اور ڈھیل سے اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ
جو کچھ بھی کرتے رہیں ان کا مواخذہ نہیں ہوگا۔ @rasailojaraid.com کے حالات و واقعات کا

غور سے مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کچھ اعمال خیر دنیا میں کرنے کے ایسے ہیں جن کے بہترین اثرات دنیا ہی میں ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور بے حسی اور لاپرواہی پر مشتمل اعمال و کردار پر گرفت اور ذلت و خواری کا معاملہ دنیا ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔

اویس قرنیؓ کا جذبہ عشق رسول ﷺ اور خدمت والدہ:

ماں کی خدمت ہی کے صلے یمن کے علاقہ قرن کے رہنے والے اویس قرنیؓ کو دنیا ہی سے اجر و انعام کا جو سلسلہ شروع ہوا وہ انسانی تاریخ کا ایک نادر الوقوع واقعہ ہے۔ یہ واقعہ آپؐ سن کر پھر خود اندازہ کریں کہ اللہ رسول کے ہاں والدین کے خدمت و فرمانبرداری کی کتنی اجر و قیمت ہے حضور ﷺ کے زمانہ میں اویس قرنیؓ موجود ہیں اور مسلمان بھی کوئی عام مسلمان نہ تھے۔ اس آرزو اور تمنا کا اسے بخوبی احساس تھا کہ سرکارِ دو عالم کے چہرہ مبارک کو حالتِ ایمان میں دیکھنے سے مسلمان صحابہ کے عظیم المرتبت "اشداء علیہ الکفار رحماء بینہم" کی جماعت میں شامل ہو جاتا ہے۔ بے شمار صحابہؓ سے ملاقات کر کے تابعیت کا مقام تو حاصل کر چکے تھے مگر ایک سچے اور بچے مسلمان کی حیثیت سے اُن کی یہ خواہش اور تپ بھی تھی کہ حضور ﷺ کی زیارت حاصل کر کے اس عظیم سعادت اور مقام پر فائز ہو جاؤں۔ آپ حضرات خود احساس کریں کہ اس گمے گزرے اور فتنوں سے بھرپور زمانہ کے ادنیٰ ترین مسلمان کی بھی یہ آرزو ہوتی ہے کہ کاش میں بھی آپ ﷺ کے موجودگی میں اگر پیدا ہوتا تو حضور ﷺ کی ملاقات جو روئے زمین پر ایسا شرف اور بڑی سعادت اور خوش نصیبی ہے جسکے برابر اور کوئی فضیلت نہیں حاصل کر لیتا۔ پھر اویس قرنیؓ جیسے ولی کامل تابعی اور سچے عاشق رسول ﷺ اپنے محبوب کی زیارت کے لیے کتنے بے تاب ہو گئے۔ ہر وقت اپنے آقا کی زیارت کو پہنچنے کا ارادہ کرتے رہے مگر اس شوق دید کے راہ میں رکاوٹ اسکی بیمار مریض والدہ کی خدمت جس کو اس حالت میں چھوڑ کر مدینہ منورہ کا سفر اختیار کرنا والدہ کی ناراضگی کا خطرہ۔..... بعض راویوں نے لکھا ہے کہ اویس قرنیؓ نے آنحضرت ﷺ کو پیغام بھیجا کہ میں آپ کی خدمت میں حاضری دے کر شرف ملاقات حاصل کرنے کا بے حد آرزو مند ہوں لیکن میری بیمار والدہ جسے میری خدمت کی اشد ضرورت ہے۔ اسکی خدمت سے غیر حاضر رہنا بھی مشکل ہے۔ میرے لئے کیا حکم ہے سرکارِ دو عالم نے ان کو اپنے پاس حاضر ہونے سے منع فرما کر اپنی والدہ کی خدمت کرنے کا حکم دیا۔ بعض روایت کرنے والوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ایک دفعہ والدہ کی اجازت سے شوقِ زیارت سے سرشار ہو کر مدینہ منورہ بھی حاضر ہوئے مگر اتفاق سے آپ ﷺ مدینہ سے کہیں سفر پر تشریف لے گئے تھے اور والدہ نے اجازت کو اس شرط سے مشروط کر دیا تھا کہ اگر حضور ﷺ گھر پر موجود ہوں تو ملاقات کر لینا اگر گھر یا مدینہ سے باہر ہوں تو پھر انتظار کئے بغیر جلد قرن واپس آنا ماں کی حکم کی بجا آوری کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے بغیر ملاقات کے واپس ہوئے۔

والدہ کی خدمت دنیا میں برکت کا نظیر:

اگر کوئی اور مسلمان ہوتا تو اتنے ٹکھن اور طویل سفر اور رحمت اللعالمین ﷺ سے ملاقات کے ذوق و شوق میں مدینہ منورہ چھوڑ دیتا مگر ماں کی حکم کی بجا آوری کو ملحوظ

ملاقات کا شرف تو حاصل ہو جائے گا مگر اولیں نے ماں کی نافرمانی سے بچنے کیلئے اسکے حکم کے سامنے سر تسلیم کرتے ہوئے بغیر زیارت محبوب ﷺ کے واپس ہوئے۔ یہ آزمائش کا وہ مقام ہے کہ ایسے موقعہ جو مسلمان ثابت قدم رہے اسے اللہ وہ مقام و مرتبہ عطا فرمادیتا ہے جسکا ہم جیسے گناہ گار تصور بھی نہیں کر سکتے جس عظیم رتبہ سے یہ شخص جسے لوگ پہنے پرانے کپڑوں میں پرانگندہ حال دیکھ کر کم رتبہ اور بے حیثیت شخص کے طور پر جانتے تھے۔ ماں کی اطاعت اور خبر گیری کے صلہ میں جو رتبہ بلا اسکا اظہار سرکارِ دو عالم ﷺ کے اس ارشاد گرامی میں نمایاں ہے: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ رَجُلًا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يَقَالُ لَهُ أُوَيْسُ لَا يَدْعُ الْيَمَنَ غَيْرَ أُمِّهِ قَدْ كَانَ بِهِ بَيَاضٌ فَذَعَا اللَّهَ فَانْهَبَهُ الْاُمُوضِعُ الدِّينَارُ وَالْاُدْرَهْمُ فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ خَيْرَ النَّاسِ عَيْنِ رَجُلٍ يَقَالُ لَهُ أُوَيْسُ وَلَهُ وَالِدَةٌ وَكَانَ بِهِ بَيَاضٌ فَمَرَّوهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ (رواہ مسلم) (ترجمہ)۔ حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا یمن سے ایک شخص تمہارے پاس آئیگا جسکا نام اویس ہوگا وہ یمن میں اپنی ماں کے علاوہ کسی کو نہ چھوڑے گا اسکے بدن میں سفیدی (برص کی بیماری) تھی اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی رب العزت نے اس کے بدن سے سفیدی (یعنی بیماری کو) ختم کر دیا صرف ایک درہم یا ایک دینار کے مقدار سفیدی باقی رہ گئی ہے پس جو شخص تم میں سے اسے ملے اسکو چاہئے کہ اس سے اپنے لئے بخشش کی دعا کرائے۔ اور ایک اور روایت میں اس طرح بھی ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا، تابعین میں ایک بہتر شخص وہ ہے جسکا نام اویسؓ ہے اسکی ماں ہوگی اور اس کے بدن پر برص کا نشان ہوگا پس اس سے اپنے لئے دعائے مغفرت کرانا۔ ایک راوی حضرت عمرؓ کے وساطت سے آنحضرت ﷺ سے یہ بھی نقل کر رہے ہیں کہ اے عمر جب تم اس شخص کو دیکھو گے تو تمہیں اللہ یاد آ جائیگا جب تم اس سے ملے تو اسکو میرا سلام پہنچا تا اور اس سے اپنے مغفرت کی دعا بھی کرو تا وہ شخص اللہ کے ہاں ایک مقرب بندہ ہے کہ اگر اللہ کے اعتماد پر کسی بات پر قسم اٹھالے تو اللہ اسکی (لاج رکھتے ہوئے) قسم کو سچا فرمادے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے بہت بڑے بڑے قبائل کے برابر لوگوں کی سفارش و شفاعت کر کے ان کی بخشش رب العزت سے کروائیگا۔ یہ ارشاد سننے ہی حضرت عمرؓ جو کہ خود عظیم المرتبت صحابی اور جن کے بارہ پیغمبر اسلام کا ارشاد ہے کہ عمر بنی الجنتہ (عمر جنت میں ہیں) اور جنت میں جتنے بڑے عمر والے لوگ ہوں گے خواہ گزشتہ امتوں کے ہوں یا امت محمدی ﷺ کے ان سب کے سردار ابو بکرؓ اور عمر ہوں گے نیز حضور ﷺ نے فرمایا (لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عَمْرٌ أَوْ مِثْلُهُ) اگر میرے بعد کوئی اور نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتے۔ ارشادات رسالت مآب ﷺ کی ہدایت کے مطابق اس شخص کی تلاش میں سرگرداں رہے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ اور حضرت ابو بکرؓ کے دور خلافت میں مسلسل اولیں سے ملاقات کی کوشش کرتا رہا مگر دونوں کے علاقوں سے آنے والے جو بھی قافلے اور وفد مدینہ منورہ آئے ان سے اولیں کے بارے میں پوچھنے کا اس بلایا رکھے بعد جو علامات مذکورہ بزرگ

کے بارہ میں سن چکے تھے ایک شخص میں وہ نشانیاں دیکھ کر حضرت عمرؓ کے دل میں خیال آیا کہ یہی شخص اولیس ہے اس سے بات چیت کے دوران ان کا خیال یقین میں بدلا۔ پوچھا کیا تم اولیس ہو۔ اس نے کہا ہاں میں ہی ہوں۔ غلیفہ دوٹُ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے تمہیں سلام کہا تھا۔ جواب سلام کے بعد اپنے لئے حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق حضرت عمرؓ نے دعائے مغفرت کی درخواست کی اسکے بعد ان کا یہ معمول رہا کہ ہر سال حج کے موقع پر حضرت اولیسؓ سے ملاقات کرنے کی کوشش فرماتے رہے۔ یہ بھی مروی ہے کہ دعائے مغفرت کے بعد اولیسؓ نے حضرت عمرؓ کے سامنے اس خواہش کا اظہار کیا کہ آپ میری شخصیت اور میرے حالات کو مخفی رکھیں۔ واپس جانے کی اجازت ان سے مانگ کر دنیا سے رخصت ہونے تک پوشیدہ رہے۔

دین خواہشات کی تکمیل کا نام نہیں: غور طلب اور نصیحت حاصل کرنے والی بات تمام مسلمانوں کیلئے یہی ہے کہ حضور ﷺ نے فاروق اعظمؓ جیسے جلیل القدر صحابی کو اپنے حق میں اس مقدس ہستی سے دعا کروانے کی جو تلقین فرمائی یہ رتبہ اور مقام ان کو صرف اور صرف والدہ کی اطاعت، انبیاء کے سر و ارجمند رسول اللہ ﷺ کے عشق صادق و اطاعت کی بدولت حاصل ہوا۔ اولیس قرنی حضور صلعم کی زیارت بابرکت تو نہ کر سکے مگر والدہ کی خبر گیری کے عوض دنیا ہی میں جو قابل رشک مقام ملا۔ اولیس قرنی کا وہ عظیم اعزاز و اکرام ہے جسکی تمنا و آرزو تو ہر مومن کی ہو سکتی ہے مگر یہ رتبہ ان خوش نصیبوں کو حاصل ہوتا ہے جنکا محکم عقیدہ یہ ہو کہ دین اپنے شوق اور خواہش کی تکمیل کا نام نہیں۔ بلکہ دین عبارت ہے اللہ اور رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کا۔ اطاعت کی راہ میں اگر اعلیٰ ترین شوق بھی رکاوٹ بنے تو اپنے شوق کو قربان کرنے ہی میں کامیابی اور سعادت مندی کا راز مضمر ہے۔ ہمیں بھی اس واقعہ کے سننے کے بعد اپنے روز و شب کے اعمال پر نظر ڈالنی ہے کہ والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کیلئے ہم نے بھی کبھی اپنے شوق و ذوق کی قربانی دی ہے۔ یا قدم قدم پر والدین کی نافرمانی کے مرتکب ہو رہے ہیں جسکے وبال اور بربادی کا ظہور دینیوی زندگی سے شروع ہو جاتا ہے تین مسافروں کی داستانِ عبرت: والدین کی خدمت اور فرمانبرداری صرف دنیا ہی میں رفع درجات کا ذریعہ نہیں بنتی بلکہ ان کی تابعداری کی وجہ سے رب العزت دنیا و آخرت کے مشکلات اور مصائب سے نجات دلا کر اطمینان و سکون کی زندگی میسر فرما دیتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ آفات و پریشانیوں میں مبتلا انسان اگر اپنے اعمال کو اللہ کے حضور وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگے تو حق تعالیٰ تکلیف و مشقت دور فرما دیتے ہیں۔ کرب و پریشانی میں مبتلا تین مسافروں کی داستانِ رحمتہ للعالمین ﷺ نے موثر اور نصیحت آموز انداز میں ذکر فرما کر یہ واقعہ ہم جیسے گناہ گاروں کے لیے عبرت کی راہیں متعین کرنے کا بہت بڑا خزانہ ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔ وعن ابن عمر عن

النبي صلعم قال بينما ثلاثة نفر يتماشون اخذهم المطر فمالوا الى غار في الجبل فالحطت على فم غارهم صخرة من الجبل فاطبقت عليهم فقال بعضهم لبعض انظروا اعمالا عملتموها لله صالحة فادعوا اليه بها لعله يفرجها فقال احدهم اللهم 'الله كان

نی والدات شیخان کبیران ولی صبیۃ صغار ارعی علیہم فاذا رحت علیہم فحلبت بدأت بوالدى اسقیہما قبل ولدی وانه قدناى بی الشجر فما اتیت حتى المیت فوجدتہما قدنا ما فحلبت کما کنت احلب فجئت بالحلاب قمت عند رؤسہما اکرمات او قظلہما والصبیۃ يتضاغون عند قدمی فلم یزل ذالک ذابی وذلہم حتى طلع الفجر فان کنت تعلم انی فعلت ذالک ابتغاء وجهک فافرج لنا فرجة نرى منها السماء ففرج الله لهم حتى یرون السماء الخ۔

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بیان کیا کہ تین آدمی ایک ساتھ کہیں جا رہے تھے کہ سخت بارش نے گھیر لیا (وہ بارش سے بچنے کے لئے) ایک غار میں گھس گئے۔ اتنے میں پہاڑ سے ایک بڑا پتھر گر کر اس غار کے منہ پر پڑا۔ ان تینوں پر باہر نکلنے کا راستہ بند ہوا۔ ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ اب تم ان اعمال پر غور کرو جو تم نے خالص اللہ کی رضا کے لئے کئے ہوں ان اعمال کو وسیلہ بنا کر اللہ سے دعا مانگو شاید اللہ تعالیٰ ہماری نجات کے لئے راستہ نکال دے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ یا اللہ میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے میں بکریاں چرایا کرتا تھا تاکہ (والدین اور بچوں کے معاش) کا انتظام کر سکوں۔ میں جب شام اپنے گھر والوں کے پاس آتا تو کبریوں کا دودھ نکالنے کے بعد (دودھ پلانے کی ابتداء) اپنے ماں باپ سے کرتا، یعنی اپنے بچوں کو بعد میں پلاتا۔ ایک دن اتفاق سے چراگاہ دور ہونے کی وجہ سے دیر ہو گئی اور میں شام تک گھر واپس نہ آ سکا۔ (جب رات دیر سے آیا) تو میرے والدین سوئے ہوئے تھے۔ حسب معمول میں نے دودھ دودھا۔ دودھ سے برتن بھر کر ماں باپ کے پاس پہنچا، ان کے سر ہانے (ان کے جاگنے کے انتظار میں) کھڑا ہو گیا۔ میں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ ان کو بیدار کروں نہ یہ چاہا کہ والدین سے پہلے بچوں کو پلاؤں جبکہ بچے میرے قدموں کے پاس بھوک کی وجہ سے رو رو کر بلک رہے تھے۔ میں اور وہ اپنے اپنے حال پر قائم رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ (یعنی میں صبح تک دودھ کا برتن ہاتھ میں لے کر ماں باپ کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا۔ اور میرے بچے بھوک سے چیخنے چلاتے رہے، اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل خالص تیری رضا حاصل کرنے کے لئے کیا ہے تو اس عمل کے واسطے میرا سوال ہے کہ آپ ہمارے لئے غار اتنا کھول دے کہ اس کشادگی کے ذریعہ ہم آسمان دیکھ سکیں۔ چنانچہ رب العالمین نے پتھر کو اتنا ہٹا دیا کہ ان کو آسمان نظر آنے لگا۔ خلاصہ یہ کہ پھر دوسرے اور تیسرے شخص نے اپنے نیک اعمال کے واسطے سے دعائیں کیں اور چٹان مکمل طور پر غار کے منہ سے ہٹ کر ان کو نکلنے کا راستہ مل گیا۔

والدین جنت کے باعث بھی ہیں اور جہنم کے بھی: معزز حاضرین! جب غار کا منہ بند ہو گیا قبر کی طرح زندہ درگور ہو گئے۔ ظاہری اسباب میں کوئی امداد کو پہنچنے والا نہ تھا۔ آکسیجن جو کہ زندگی کو قائم و دائم رکھنے کا اہم ذریعہ ہے اسکا حصول بھی ناممکن ہو گیا۔ اس حالت میں ان بیچاروں کی بے ہودہ رنج و رنجش اور اضطراب کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔

موت بالکل آنکھوں کے سامنے کھڑی ہوگئی۔ اس اندوہناک موقع پر انکی پریشانی کا ازالہ اگر ہو سکا تو اس وقت پورے بحر و انکساری سے رب کے حضور ہر ایک کا خالص اپنی نیکی کا واسطہ دے کر دربار الہی میں دعا کیلئے ہاتھ اٹھانا کارگر ثابت ہوا۔ آپ حضرات نے سن لیا کہ ایک نے رات بھر والدین کی خدمت کو اپنے جگر کے ٹکڑوں، اولاد پر ترجیح دینے کا عمل پیش کیا۔ اسی عمل کی بدولت پہاڑ کا کچھ حصہ سرک کر تازہ ہوا کا جھونکا آنا شروع ہوا اور موت سے بچ کر زندگی کی امید پیدا ہوئی۔ کاش اگر ہم بھی زندگی کی بھول بھلیوں اور مشین کی طرح مصروف دنیوی زندگی میں کسی وقت اپنے اپنے اعمال کا محاسبہ کر کے کچھ وقت اس غور و فکر کیلئے نکالے کہ میرے اعمال میں کونسا ایسا عمل ہے جو پرخطر مواقع پر میری نجات کا وسیلہ بنے گا۔ تو دین کے اعتبار سے ہمارا نقشہ ہی بدل جاتا۔ نیز بوڑھے والدین کے چھوٹے سے چھوٹے آرزو کے مقابلہ میں ہم نے کبھی اپنی خواہش کی قربانی دی ہے۔ یا ان کی خواہش کو بڑھاپے کا اثر قرار دے کر ان کی طرف توجہ دینا ہی مناسب نہ سمجھا۔ جیسا کہ بعض بد قسمت لوگ والدین کے اس عمر میں فوراً کہہ دیتے ہیں کہ اب انکے دماغ نے کام کرنا ہی چھوڑ دیا ہے، انکی باتوں، مشوروں اور نصائح کی طرف توجہ دینا وقت کی تصحیح ہے جبکہ ایسے لوگ یہ بھول جاتے ہیں کہ ماں باپ کی اہمیت، اطاعت و عقلمت شان اس بات کا تقاضا کر رہا ہے کہ وہ ہمارے لئے جنت کی راہ بھی آسان فرما سکتے ہیں اور جہنم میں داخلہ کا سزاوار بھی ٹھہرا سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اولاد پر ماں باپ کی رضامندی لازمی ہے کہ ہر قسم حالات اور مواقع پر انکی رضامندی کو ملحوظ خاطر رکھ کر جنت اور اللہ کی خوشنودی حاصل کی جائے۔

والدین راضی ہوں تو موت کے وقت کلمہ نصیب ہوگا: آپ حضرات اکثر علماء و خطباء سے سنتے چلے آ رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے رزق میں فراخی اور عمر کی درازی کا خواہاں ہو اسے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ احسان اور بہتر سلوک کرنا چاہیے اور ظاہری بات ہے کہ رشتہ کے لحاظ سے ماں باپ کا درجہ سب رشتوں سے بلند ہے جن کی خدمت گزاری سے اللہ تعالیٰ ان کی عمر بڑھا دیتے ہیں اور رزق کی تنگی سے اس دنیا میں محفوظ رہتا ہے۔ بزرگوں سے جو واقعات مروی ہیں ان سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جیسے والدین کی اطاعت کے ثمرات دنیا ہی میں ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں اسی طرح آج خطبہ کی ابتداء میں ذکر کردہ حدیث کا مفہوم بھی یہی ہے کہ جس شخص نے ان دونوں یا ایک مجازی پالنے والے کے ساتھ بدسلوکی کی تو اس کی تباہی و بربادی کا سلسلہ زندگی ہی میں خطرناک صورت میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ ایسا کون سا بد بخت مسلمان ہوگا جس کی خواہش یہ نہ ہو کہ اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت اس کی زبان پر کلمہ شہادت رواں دواں ہو۔ لیکن اس نعمت کے حاصل ہونے کی راہ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ والدہ کی نافرمانی بن سکتی ہے جو کہ خاتمہ بالا ایمان سے (خدا نہ کرے) محرومی کا سبب اس دنیا ہی میں بن جاتی ہے۔

والدہ کے معاف کرنے سے حضرت علقمہ کو کلمہ نصیب ہو گیا: حضرت انسؓ راوی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ایک صحابی جس کا نام علقمہ تھا جو کہ صوم و صلوة، فرائض و نوافل کا باندہ تھا۔ بیمار ہو کر حالت نزع میں مبتلا رہا۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ کو اطلاع ہوئی آپ ﷺ نے اس کی برییری کے لئے حضرت علیؓ حضرت بلالؓ، سلمانؓ و عمارؓ کو

اس کے پاس بھیجا، چاروں صحابہؓ نے کلمہ شہادت پڑھانے کی کوشش کی مگر کلمہ اس کی زبان پر جاری نہ ہو سکا۔ حضرت بلالؓ نے حضور ﷺ کو اس کیفیت سے آگاہ کر دیا۔ آپ ﷺ نے اس کی بوڑھی والدہ کو اپنے پاس بلالیا۔ ماں سے بیٹے کے اعمال و کردار کے بارے میں پوچھا۔ والدہ نے بیٹے کی نماز روزے اور صدقات کی بکثرت ادائیگی کا ذکر کیا۔ حضور ﷺ نے علقمہ کی ماں سے سوال فرمایا کہ بیٹے کی بحیثیت والدہ تیرے ساتھ سلوک کیسا تھا؟ کہنے لگی یہ میری نافرمانی کرتا اور میرے مقابلہ میں اپنی بیوی کو ترجیح دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں اس سے ناراض ہوں۔ والدہ کی نافرمانی کا نتیجہ اس دنیا میں دیکھ لیں کہ کلمہ شہادت پڑھنے سے معذور ہیں۔ آنحضرت ﷺ جو ماں باپ کے کروڑوں محبتوں سے زیادہ اپنے امتیوں پر مشفق و مہربان ہیں کیسے برداشت کرتے کہ ایک مسلمان کا خاتمہ بالا ایمان نہ ہو جس کی پاداش میں جہنم جانا پڑے۔ والدہ کو بیٹے کی معافی پر آمادہ کرنے کے لئے بلالؓ کو حکم دیا کہ لکڑیاں جمع کر کے لے آؤ تاکہ اسکے بیٹے کو آگ میں ڈال کر جلایا جائے۔ ماں کی متاجاگ اٹھی۔ بے ساختہ گویا ہوئی۔ یا رسول اللہ ﷺ میرے جگر کے ٹکڑے کو میرے سامنے آگ میں ڈالنا میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تیرا بیٹا تیری عقل کی وجہ سے جس آگ یعنی جہنم کی طرف جا رہا ہے وہ عذاب اس دنیا کی آگ کی تکلیف سے ہزار ہا گنا زیادہ تکلیف دہ اور سخت ہے اگر تو پسند کرتی ہے کہ تیرا لخت جگر اس شدید عذاب سے بچ جائے تو اسے معافی دے دے ورنہ تیری رضامندی تک اس کے جن اعمال یعنی نماز روزہ، صدقات کا آپ نے ذکر کیا، اس کیلئے بے فائدہ ہیں۔ ماں نے اللہ اور رسول ﷺ کو گواہ بنا کر بیٹے کی معافی کا اعلان کر دیا۔ والدہ کا راضی ہونا تھا کہ علقمہ کی زبان پر کلمہ شہادہ جاری ہو کر ایمان پر خاتمہ کی عظیم نعمت سے مالا مال ہوئے۔ اسی دن فوت ہو کر آنحضرت ﷺ نے ان پر جنازہ پڑھانے کے بعد ارشاد فرمایا: جو شخص اپنی بیوی کو اپنی والدہ پر ترجیح دیتا ہو اس پر اللہ کی لعنت اور اس کے فرائض و نوافل قبول نہیں ہوتے۔

والدین کے نافرمان کی اولاد بھی نافرمان ہوگی: حضور ﷺ کی اس تنبیہ کہ ”ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے کو سزا حق تعالیٰ زندگی ہی میں دینا شروع کر دیتا ہے“ کا مشاہدہ دن رات ہم اپنے معاشرہ میں کر رہے ہیں کہ جس نے اپنے والدین کو تنگ کیا، ان کو حقیر سمجھا، اطاعت کے بجائے نافرمانی کا مظاہرہ کیا، مکافات عمل کے نتیجہ میں وہی بلکہ اس سے بدتر سلوک اس شخص کی اولاد اپنے والدین سے کرتی ہے، آپ حضرات نے کئی والدین کو اپنی اولاد کے ہاتھوں یہوٹنے والی تکالیف اور غیر مناسب برتاؤ کی شکایات سنی ہوں گی۔ مگر تحقیق کرنے پر معلوم ہو جاتا ہے کہ انہی والدین نے اپنے والدین کے ساتھ وہی طرز عمل اختیار کیا تھا۔ جس کا مظاہرہ اب اس کے بچے ان کے ساتھ کر رہے ہیں۔

محترم ساتھیو! کئی ہفتوں سے والدین کے حقوق، ان کی ادائیگی پر ملنے والے انعامات اور نافرمانی کرنے والوں کے بد انجام کا ذکر کرتا رہا۔ انشاء اللہ آئندہ اولاد کے والدین پر ذمہ داریوں کے بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔ رب کائنات مجھے اور آپ کو اسلامی تعلیمات پر عمل، والدین، عزیزوں، قربات داروں، اور جملہ مسلمانوں کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق نصیب فرمادیں۔ آمین